بسم اللہ الرحمن الرحیم

آصور صاحب۔ سالم تا پدملت کے

کے بہ اعتقاد رفیق کار تھے

یہ کتابچہ ۲۹ اشعار کا منظوم نذرانہ عقیدت

پر مشتمل ہے۔

نذیر

بہادر خان مجاہدِ اسلام

(۹۲ شعر)

تصور ابنِ بدیع

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

ادارۂ اردو (رجسٹرڈ)

۲/

بسم الله الرحمن الرحيم

ناشر کی دستخط کے بغیر کتاب

مال مسروقہ سمجھی جائیگی۔

اپنی اس نظم کو میں ملتِ اسلامیہ

کے نام معنون کرتا ہوں جسکا ہر فرد

مجاہدِ اسلام محمد بہشتا خاں کی بے

وقت موت پر میری طرح متاسف

ہے۔

۵ر جولائی ۱۹۴۴ء — تصورابن بدیع

کاغذ کی گرانی کے باعث یہ کتاب
قیمتاً فروخت کیجا رہی ہے۔

بہادر خاں مجاہد اسلام

ملّتِ اسلامیہ تیرے لئے ہے سوگوار
اَے مجاہد اُٹھ کہ دنیا رو رہی ہے زار زار
تیری قوم بے سہارا کا سہارا کون ہے؟
جانے والے تو نہیں ہے تو ہمارا کون ہے؟
کس کے دل میں ملّتِ اسلامیہ کا درد ہے؟
ترا اک پہلو ہی کیا ہے اب تو دنیا سرد ہے؟
تیرے لب سے گرمیٔ گفتار کس نے چھین لی؟
اے بہادر خاں تری تلوار کس نے چھین لی؟

موت نے کیوں چھین لیں تجھ سے تری گویائیاں؟
اے بہادر خاں تری گفتار کی رعنائیاں؟
تیرے قلبِ مضطرب کی دھڑکنیں کیا ہو گئیں؟
زندگی سے موت کے آغوش میں کیوں سو گئیں؟
تیرے ہونٹوں کا تبسم تیرے ماتھے کی شکن
کیوں نہیں ہے آج ہم لوگوں میں صدرِ انجمن
مسلم جانباز افسردہ جئے تیرے بغیر؟
مرنے والے کوئی آزردہ جئے تیرے بغیر؟

آج ہی کی بات ہے کہ رونقِ محفل تھا تو
قوم کی تلقین کے تشکیل کے قابل تھا تو
مسجدوں میں درسِ قرآن دینے والے کیا ہوا؟
قوم کو توفیقِ عرفاں دینے والے کیا ہوا؟
اب میں کیا سمجھوں کہ دنیا ہے ثباتِ بے ثبات!
اب میں کیا سمجھوں تو ہی بتلا کہ کیا ہے یہ حیات؟
زندگی ہے اک پیامِ موت بھی سب کیلئے
گویا دنیا ہے مقامِ موت بھی سب کیلئے

تجھ سے ملنے کی کوئی گویا کہ صورت ہی نہیں
قوم کو گویا تری حاجت ضرورت ہی نہیں
گویا تیری زندگی اک لطفِ بے انجام تھی
اک ادھوری بات تھی یا تشنہ پیغام تھی؟
ایک بجلی تھی کہ چمکی پھر اندھیرا چھا گیا
یا کہ بادل قوم کی کھیتی پہ کچھ برسا گیا؟
تخم تیری کوششوں سے بار آور ہو گئے
تیری امیدوں کے غنچے روح پرور ہو گئے

اکِ شعورِ صاحبِ الہام تھی تیری حیات
یا خدائے قوم کا پیغام تھی تیری حیات
معرفت آغاز و مہد انجام تھی تیری حیات
دین و دنیا کے لئے اسلام تھی تیری حیات
قوم کی بیداریوں کا نام تھی تیری حیات
کام آیا قوم کے وہ کام تھی تیری حیات
رونے والوں کو دلاسا ہے ترا پیغامِ زیست،
ناخدائے صبحِ ملّت ناخدائے شامِ زیست

تو نے جو ہم سے کہا تھا وہ ابھی ہم کو یاد ہے
دل کی دھڑکن کو ابھی تک چشم نم کو یاد ہے

یاد ہے تقریر کا تحریر کا تیور ترا
دشمنوں کے دل میں ہے پیوست ہر نشتر ترا

جس جگہ فوجیں بھی تھک کر ہار جاتی ہیں مدام
تیری گویائی سے جیتا قوم نے ایسا مقام

اے مجاہد تیری فوجیں اب بھی ہیں پر تو نہیں
تیز دریا تیز موجیں اب بھی ہیں پر تو نہیں

انجمن باقی ہے روحِ انجمن باقی نہیں
اب چمن باقی ہے لیکن اب چمن باقی نہیں
پھول سے رخسار کی سرخی خزاں نے چھین لی
گلشن وگلزار کی سرخی خزاں نے چھین لی
"جرأتِ اظہار" جورِ آسماں نے چھین لی
"قوم کی تلوار" جورِ آسماں نے چھین لی
یاد تیری گویا ذکرِ عہدِ ماضی ہو گئی
اپنی سب محرومیوں پر قوم راضی ہو گئی؟

قوم کی بے چینیوں سے مل رہا ہے یہ جواب
قوم کی محرومیاں ہیں بے شمار و بے حساب
قوم کے چھوٹے بڑے کا آج چہرہ زرد ہے
آنکھ میں ہیں گرم آنسو دل میں پیہم درد ہے
نالہ و شیون سے کھلتی ہے زبانِ دردِ دل
ہیں کبھی خاموش آہیں ترجمانِ دردِ دل
قوم کے افراد پر سکتہ سا طاری ہو گیا
آنکھ سے سیلِ رواں تھم تھم کے جاری ہو گیا

ایک مردہ قوم کی تھی زندگی، تیری حیات
تیرے عزمِ زندگی پرور میں تھی روحِ ثبات
تیری کوشش سے بقائے قوم کے پرچم کھلے
تیرے ہاتھوں سے خدائے قوم کے پرچم کھلے
تیری تلقینِ خودی سے خود پرستی سیکھ لی
قوم نے جس نے حسِ احساسِ ہستی سیکھ لی
تجھسے سیکھا نعرۂ تکبیر کی تاثیر کو
تیرے سمجھانے سے سمجھا اپنی ہی تقدیر کو

میں سمجھتا تھا کہ عمرِ خضر ہے تیری حیات
میں سمجھتا تھا ہے تجھ سے بے ثباتی بھی ثبات
میں سمجھتا تھا کہ تو ہی مہدی موعود ہے
ہم میں اک اللہ کا پیغامبر موجود ہے
میں سمجھتا تھا کہ تیرا قلب ہے قلبِ حسینؓ
میں سمجھتا تھا کہ جاری ہے ابھی بدر و حنین
میں سمجھتا تھا کہ ہے فاروقؓ دورِ حال تو
میں سمجھتا تھا کہ ہے وہ صاحبِ اعمال تو

میں سمجھتا تھا کہ تو عثمان رضؓ ہے میرے لئے
اک ندائے حاتفِ قرآن ہے میرے لئے
حضرت صدیق رضؓ سا انسان ہے میرے لئے
عائشہؓ کی گرمئی ایمان ہے میرے لئے
میں سمجھتا تھا کہ تلوارِ علیؓ ہے تیرا عزم
میں سمجھتا تھا کہ تو ہے ہادئی پیغام رزم
چھین لی ہم سے خدا نے اپنی نعمت چھین لی
تجھکو کیا چھینا مسلمانوں سے قسمت چھین لی

موت کو لبیک کہنا ہے مسلمانوں کا فرض
اپنی محرومی کو سہنا ہے مسلمانوں کا فرض
تو نے جس انداز میں دی جان ہم کو یاد ہے
"ذکرِ اقبال" آخری احسان ہم کو یاد ہے
تیرے عزمِ قوم پرور کی کہانی یاد ہے
تیری ہمت کی جواں مرگی جوانی یاد ہے
جینے والے کے لئے ہے اک ثباتِ آخری
موت تیرے واسطے ہے اک حیاتِ آخری

زندگی تیری عمل تھی موت ہے درسِ عمل
تیری میّت کہہ رہی ہے ہم سے "آگے ہی کو چل"
تیری خاموشی بھی ہے پیغام میرے واسطے
تیری گویائی بھی تھی اسلام میرے واسطے
تو مقامِ ساجد و مسجود کا تھا رازدار
بندہ و معبود میں اک ربطِ عجزِ بے شمار
تو خدا کا نام لیتا تھا یہ ہم کو یاد ہے
تو خودی سے کام لیتا تھا یہ ہم کو یاد ہے

قوم کے سب تفرقوں کو میٹنے والا تھا تو
اتحادِ قوم و ملت کا دہ متوالا تھا تو
صُلح کل ہے مسلکِ آزادو دیرینہ ترا
صُلح کل ہے مسلکِ آزادو دیرینہ مرا
تیری چشم دور رس تھی سارے محسوسات پر
خندہ زن تھی تیری حکمت صورتِ حالات پر
تو نے سب حالات کو بدلا بدلتا ہی گیا
دن میں تو نے رات کو بدلا بدلتا ہی گیا

تجھ سے سمجھے ہیں بہت سے میں نے اسرارِ حیات

تو نے سلجھائی ہیں دنیا کی بہت سی مشکلات

تو نے بے مایہ کو "کم مایہ" نہیں سمجھا کبھی

آدمی کو "سود و سرمایہ" نہیں سمجھا کبھی

تو نے ہر اعزاز کو چھوڑا غریبوں کے لئے

تفرقہ پرواز کو چھوڑا غریبوں کے لئے

مردِ مومن کیلئے ایمان کی دولت بہت

آدمی کے واسطے احساسِ عبدیّت بہت

اے خدائے انس و جاں اے مالکِ ہر دو جہاں

ہم مسلمانوں کا کیا ہوگا؟ بتا جائیں کہاں؟

کس سے جا کر ہم کہیں اپنے دلوں کی داستاں؟

کس سے جا کر ہم کریں اب شکوۂ سود و زیاں؟

کون ہے اب؟ قوم کے زخموں پہ مرہم پھیر دے

اِک بہادر خاں کو سوئے ابنِ آدم پھیر دے

چاہیے توفیقِ حق کی برتری کے واسطے

اِک عمر فاروقؓ منصب کی رہبری کے واسطے

؎ مرہم رکھنا مرہم باندھنا محاورہ ہے۔

گوشۂ گمنام یا ہے گرمیٔ محفل میں تو

اب ہمیں یہ تو بتا ہے کونسی منزل میں تو؟

تو خدا کے پاس جاتا ہے ہمارا حال کہہ

قوم کی بیچارگی مظلومیٔ احوال کہہ

ایک میں بھی مضطرب بے تاب ہوں جنکے لئے

پوچھ کیا کرنے کو ہے اللہ اب اُنکے لئے؟

اک محمدؐ چاہیئے جس کے سنبھلنے کے لئے

ایسی قوم بے خطا کا دن ہے ڈھلنے کے لئے

تو نہیں ہے کشتیٔ اسلام کھینے کے لئے
کون ہے پھر گردشِ ایام سہنے کیلئے
موت کا کب غم تھا تجھکو موت کا کچھ غم نہیں
یہ تو دنیا ہے یہاں ہیں سیکڑوں گھر ہم نہیں
جانے والا چھوڑتا ہے اپنا اک قائم مقام
کس کے ہاتھوں میں ہے چھوڑی قوم کی تو نے لگام؟
ڈر ہے تجھکو ملّت اسلام کو کچھ ہو نہ جائے
ہے کوئی صدیق رضؓ جو رب کے نام کو کچھ ہو نہ جائے

ہائے یہ بادِ مخالف، اف یہ گردابِ بلا
ہر قدم پر ایک مشکل ہر قدم بیم و رجا
ناخدا کی موت کا اب کیجیئے کس سے گلہ
ہائے اس بیچارگی میں ہم کرینگے بھی تو کیا؟
مشکلوں کو انتہائی عزم ہی درکار ہے
اے مسلماں اب بھی کوشش کر کہ بیڑا پار ہے
گو بھنور کے پاس ہے تیرا سفینہ آگیا
ایک چپو کی کمی ہے وہ مدینہ آگیا

اے مسلماں ہمتِ بسیار سے تو کام لے
ہر قدم پر بڑھنے والے تو خدا کا نام لے
تو حیا پد بن کہ ملّت کو ضرورت ہے تری
قوم کی ناگفتہ حالت کو ضرورت ہے تری
تجھے اک اقبال تھا جس نے کہی تھی ایک بات
ایک صاحبِ حال تھا جس نے کہی تھی ایک بات
"فرد قائم ربطِ ملّت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں"

منتشر فرقوں میں احساسِ کدورت ہے ابھی
ایک تنظیم سیاسی کی ضرورت ہے ابھی
یہ ضرورت ہے کہ مسلم خود کو مسلم ہی کہے
کیا ضرورت ہے کہ فرقوں کے جھمیلوں میں رہے
چاہیئے تلوار باندھے قوم کے احساس پر
طرۂ دستار باندھے قوم کے احساس پر
فرقہ پروازی نہیں ہے فتنہ پروازی سے کم
قوم کی تفریق سے گھٹ جاتا ہے قوموں کا دم

کتب زیر اشاعت ادارہ اردو

"شاہد و مشہود"

تصور ابن بدیع۔ کی نظموں کا مجموعہ

(۳۷۵) صفحات مجلد قیمت ساڑھے پانچ روپیہ

"تصویرِ تصور"

تصور ابن بدیع کی غزلوں کا مجموعہ

(۳۵۰) صفحات مجلد

"سزائے موت"

ترجمہ وکٹر ہیوگو کی کتاب

Last days of a condmed MAN.

تصورِ ابنِ بدیع محتاجِ تعارف نہیں
اُنکا کلام اُنکی قدرتی صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے

وہ خود ایک جگہ کہتے ہیں :-

میں نے اللہ سے پائی ہے نظر
دین کا جسکی نہیں کوئی حساب

مزید تشریح و تعارف کی ضرورت نہیں آپ جب اُنکی
باتیں پڑھینگے خود بخود آپ پر یہ بات واضح ہوجائیگی کہ
"اللہ کی دین کیا چیز ہے"

منیجر ادارہ اُردو

"سول ایجنٹ"

شاپنگ سنٹر سیلیک گارڈن روڈ

حیدرآباد دکن

(مطبع دستگیری چیلہ پورہ حیدرآباد دکن